ہبہ: شرعی نقطہ نظر

مولانا شمیم احمد ندوی
(استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء)

ہبہ کی لغوی تعریف

ہبہ لغت میں دوسرے کو بلاعوض کوئی چیز دینے کو کہتے ہیں، خواہ مال ہو یا مال کے علاوہ کوئی دوسری چیز یا نعمت، چنانچہ کہا جاتا ہے: وهب له مالا وهباً وهبةً اُس نے فلاں کا مال ہبہ کیا، اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسی کو ولد صالح کی نعمت سے نوازا تو کہا جاتا ہے: ”وهب الله فلاناً ولداً صالحاً“ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فلان کو ولد صالح عطاء فرمایا اسی معنی میں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتیں نازل ہوئی ہیں:

۱۔فهب لی من لدنك وليا يرثنی۔(مريم :۵)

۲۔ ووهبنا له اسحٰق ويعقوب۔(مريم:۴۹)

۳۔ ربنا هب لنا من أزواجنا وذرياتنا قرّة أعين۔(فرقان:۷۴)

صاحب مفرداتِ ألفاظ القرآن علامہ راغب الاصفہانیؒ المتوفی ۴۲۵ھ نے ھبۃ کی لغوی تعریف اس طرح کی ہے:

الهبة أن تجعل ملكك لغيرك بغير عوض۔(مفردات لالفاظ القرآن)

اصطلاحی تعریف

اصطلاح میں بعض فقہا نے ہبہ کی تعریف یہ کی ہے: ”ہبہ فی الحال بلاعوض کسی غیر کو اپنے

مال کا مالک بنا ہے‘‘ (موسوعۃ الفقہیہ ج۴۴ص۱۳۹، تکملہ شرح فتح القدیر لابن الھمام الحنفی)

دکتور وھبہ زحیلی نے ہبہ کی تعریف اس طرح ہے:

’’الهبة فى الاصطلاح الشرعى بلا عقد يفيد التمليك بلا عوضٍ حال الحياة تطوعاً‘‘(الفقه الاسلامى وأدلته لوهبه زحيلى ج٤/ ٦٧٧)

اور امام نوویؒ المجموع میں ہبہ کی شرعی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’الهبة شرعاً: تمليك لعين بلا عوض فى حال الحياة تطوعاً‘‘(المجموع جلد ١٦ ص٢٦٦)

ہبہ کے قریب المعانی کلمات

موسوعۃ فقہیہ میں ابن قدامہ کا یہ قول منقول ہے کہ:

ہبہ، صدقہ، ہدیۃ اور عطیہ کے معانی ایک دوسرے سے قریب تر ہیں، ان سب میں مشترک معنی ہے زندگی میں بغیر عوض کے غیر کو اپنے مال کا مالک بنانا،‘‘ اور لفظ ’’عطیہ‘‘ بطور خاص سب کو شامل ہے، ہبہ کے قریب المعنی ایک لفظ ’’وقف‘‘ بھی ہے، لیکن وقف و ہبہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ وقف عین (مال کی ذات) کو اللہ تعالیٰ کی ملک میں باقی رہنے دینے کے ساتھ غیر کو منفعت کا مالک بنانا ہے، چنانچہ اس میں تصرف جائز نہیں ہوتا، جبکہ ’’ہبۃ‘‘ میں عین (مال کی ذات) غیر کو مالک بنانا ہے اس لیے ’’موھوب لہ‘‘ کو پورا اختیار ہوتا ہے کہ اس میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ، جلد۴۴ ص۱۲۸)

مذکورہ کلمات اور ہبۃ میں ربط وفرق

۱۔ عطیہ: لغت میں عطیہ اس بخشش کو کہتے ہیں جو بلاعوض دی جائے اور اسکی جمع ’’عطایا‘‘ ہے۔

اصطلاح میں ’’عطیہ‘‘ ہبۃ ہی کی طرح ہے البتہ وہ (عطیہ) ہبہ، صدقہ اور ہدیہ سے عام ہے، اسلئے مہر کو بھی عطیہ کہا جاتا ہے۔ (المعجم الوسیط والمفردات للراغب)

ربط وفرق: ہبہ اور عطیہ میں ربط یہ ہے کہ ان دونوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، چنانچہ عطیہ عام ہے اور ہبہ اسکی ایک خاص قسم ہے۔

۲۔ ہدیۃ: ہدیہ لغت میں ''ھدی'' سے ماخوذ ہے، کہا جاتا ہے ''أھدیت الھدیة إلی فلان أو لفلان'' اور مفہوم ہوتا ہے کسی کو اعزازاً اور اکراماً ہدیہ اور تحفہ دینا (المعجم الوسیط) اصطلاح میں: ہدیہ وہ مال ہے جو کسی کے اکرام کے لئے ہدیہ اور تحفہ کے طور پر اسکو دیا جائے (المفردات للراغب، المعجم الوسیط)

ربط وفرق: ہبہ اور ہدیہ میں ربط یہ ہے کہ دونوں میں بلاعوض زندگی میں کسی کو مالک بنانا ہے، البتہ اکثر فقہاء کے نزدیک ہبہ میں قبول کرنا رکن لازم ہے اور ہدیہ میں یہ لازم نہیں۔

۳۔ صدقہ: صدقہ لغت میں عطیہ، خیرات اور مہر کو کہتے ہیں، قرآن پاک میں ہے ''واٰتوا النساء صدقاتھن نحلة'' اور کہا جاتا ہے ''تصدقت فلانا و بکذا'' فلاں شخص کو میں نے بطور صدقہ (خیرات) کوئی چیز دی۔

ہبہ شریعت کی اصطلاح میں

ہبہ ثواب اور اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کے لئے بلاعوض کسی کو مال کا مالک بنانا (المعجم الوسیط، المفردات للراغب، موسوعۃ فقہیہ ج۴۲ص۱۳۹و۱۴۰)

ربط وفرق: صدقہ اور ہبہ میں ربط یہ ہے کہ دونوں بلاعوض دیئے جانے والے عطیات میں سے ہیں اور فرق یہ ہے کہ ''صدقہ'' آخرت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے جبکہ ''ہبہ'' عام طور پر اظہار محبت کے لئے ہوتا ہے، اور دوسرا فرق یہ ہے کہ ''ہبہ'' میں قبول کرنا رکن لازم ہے، جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک صدقہ میں قبول کرنا لازم نہیں ہے (الفقہ الاسلامی وأدلتہ ج۴ص۲۷ موسوعۃ فقہیۃ: ج۴۲ص۱۴۰)

ہبہ کی مشروعیت

ہبہ کتاب اللہ، سنت اللہ اور اجماع کی رو سے مشروع ہے (یعنی ان تینوں سے ہبہ

ثابت ہے)، کتاب اللہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"فإن طبن لكم عن شئی منه نفساً فكلوه هنيئا مريئاً" (نساء : ٤)

ترجمہ: اگر وہ خوشدلی سے تمہارے لئے اس میں کا کوئی جز چھوڑ دیں تو تم اسے مزیدار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ۔

اور سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وتعاونوا على البر والتقوىٰ" (سورہ مائده: ٢)

اس آیت کریمہ میں مؤمنوں کو آپس میں تقویٰ اور نیکی کے کاموں میں تعاون کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور "ہبہ" ایک بڑی نیکی ہے، اس لئے کہ باہم الفت ومحبت کا یہ ایک سبب ہے۔ اور سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے 'واتی المال على حبه' اللہ تعالیٰ کی محبت میں مال تقسیم کرے (کشاف والبیضاوی، ماجدی) اور اس مال سے مراد صدقہ اور ہبہ ہے۔

احادیث میں ہبہ کا ذکر

۱۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "تہادوا اتحابوا" (الأدب المفرد للبخاری، ص ۱۵۵) ایک دوسرے کو ہدیہ دو آپس میں محبت پیدا ہوگی، یہاں ہدیہ سے مراد ہبہ ہی ہے۔

۲۔ نیز نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"لا تحقرن جارة لجارتها ولو فرسن شاة" (صحیح مسلم ج ۲/ ۱۴۷)

کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کی کسی چیز (ہدیہ) کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ بکری کا کھر ہی ہو۔

۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"العائد فی هبته كالكلب يقيئی ثم يعود فی قيئه" (صحاح ستہ عن ابن عباسؓ)

کوئی چیز کسی کو ہبہ کر کے لوٹانے والا اس کتے کی مانند ہے، جو قے کر کے پھر اپنی قے لوٹ کر دوبارہ کھالے۔

٤ ۔"عن عائشة أن النبی صلی الله علیه و سلم کا ن یقبل الهدیة و یثیب علیها"(ترمذی ج ۲/ص ۴۸)

ہبہ پر اجماع

ہبہ کے تمام اقسام کے جائز اور مشروع ہونے بلکہ اس کے مستحب ہونے پر اجماع ہے، اسلئے کہ یہ لوگوں کے مابین الفت و محبت کی اشاعت اور بھلائی، نیکی اور تقوی پر تعاون کا بہت اہم ذریعہ وسبب ہے، اور یہ صلہ رحمی کا بھی باعث ہے، اس سے آپس کی بغض وعداوت دور ہوتی ہے امام مالکؒ نے موطا: "باب ماجاء فی المهاجرة"، میں یہ حدیث روایت کی ہے:

وعن عطاء الخراسانیؒ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "تصافحوا یذهب الغل، وتهادوا تحابوا وتذهب الشحناء"

مصافحہ کیا کرو کینۂ دل دور ہوجائیں گے اور آپس میں ہدیہ وہبہ کا معاملہ ایک دوسرے سے کرو ہو باہم محبت پیدا ہوگی اور بغض وعداوت زائل ہوتے رہیں گے۔

اور امام ترمذیؒ نے "باب ماجاء فی حث النبی صلی الله علیه وسلم علی الهدیة" کے ضمن میں نقل کیا ہے:

عن أبی هریرةؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: تهادوا فإن الهدیة وحرالصدور ولا تحقرن جارة لجارتها ولو شق فرسن شاة۔

باہم ہدیہ دیا کرو اسلئے ہدیہ (ہبہ) سینہ کے کینہ کو دور کرتا ہے، اور ہرگز معمولی نہ سمجھے کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کے ہدیہ (ہبہ) کو چاہے بکری کے کھر کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔

ہبہ کا حکم شرعی

ہبہ بالاجماع مندوب ہے اپنے جملہ شرائط اور براہین کی بنیاد پر، البتہ کبھی کبھی ایسی باتیں پیش آجاتی ہیں جو اس مندوب عمل کو حرام بنادیتی ہیں مثلاً ہبہ کا مقصد اگر معصیت ہو،

یا ہبہ کے ذریعہ کسی پر ظلم کرنے میں تعاون لینا ہو یا اس کے ذریعہ حکام کو رشوت دینا مقصود ہو۔(مغنی المحتاج ج ۳۹۶/۲ موسوعۃ فقہیہ ج ۴۴ ص ۱۴۰)

اگر ہبہ کرنے والے کا مقصد ریا یا فخر، یا شہرت و نام و نمود ہو تو ہبہ مکروہ ہو جاتا ہے، اگر ہبہ کے ذریعہ کسی وارث کو وراثت سے محروم کرنا مقصد ہو یا ہبہ کے ذریعہ وراثت میں عدم مساوات پیدا کرنا ہو تو ناجائز اور حرام ہے۔

مسلم شریف کی ایک حدیث امام نوویؒ نے نقل کی ہے:

"قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم إتقو اللہ واعدلوا فی اولادکم"

(المجموع" جلد ١٦،ص:٢٦٩)

ہبہ کے ارکان

جمہور فقہاء کا مذہب ہے کہ ہبہ کے ارکان درج ذیل ہیں:

۱۔عاقدین۔(۔واہب۔موھوب لہ)

۲۔معقود علیہ(شئ موھوب

۳۔صیغے (ایجاب،قبول اور قبضہ)

فقہائے احناف کی رائے یہ ہے کہ ہبہ کے ارکان اسکے صیغے (ایجاب،قبول اور قبضہ) ہیں،اور ہر وہ کلمے اس کے صیغے بن سکتے ہیں جس میں ایجاب وقبول کے معنیٰ متضمن ہوں جیسے:ھدیہ،ھبہ،عطیہ،نحلۃ وغیرہ۔(الفقہ الاسلامی وأدلتہ ج ۴ ص ٦٧٩)

شرائط ہبہ

عاقدین یعنی واھب اور موھوب لہ سے متعلق شرائط اس طرح ہیں:

واھب کے شرائط

واھب (ہبہ کرنے والا) کے بارے میں فقہاء نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ تبرع کرنے

کا اہل یعنی عاقل، بالغ، رشید اور ہبہ کردہ چیز کا مالک ہو، (القوانین الفقہیہ ص ۳۱۴)

چنانچہ اس شخص کی طرف سے ہبہ کرنا درست نہ ہوگا جس کو کسی بھی وجہ سے تصرف کا حق حاصل نہ ہو جیسے مجنون، نابالغ بچہ خواہ باشعور ہو یا بے شعور، ان لوگوں کو ہبہ کے تصرف سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ ہبہ خالص ضرر ہے کیونکہ بلاعوض دوسرے کو مالک بنانا ہے۔

البتہ مرض الموت میں مبتلا مریض کے ہبہ کا وہی حکم ہوگا جو اسکی وصیت کا حکم ہے۔

یعنی ایک تہائی میں اسکا حکم نافذ العمل ہوگا اور زائد میں ورثاء کی اجازت اور عدم اجازت پر موقوف ہوگا، اسی طرح ''دین'' کی وجہ سے تصرف سے روکے گئے (مجور) شخص کا ہبہ قرض خواہوں کی اجازت پر موقوف ہوگا، اسلئے کہ ان ہی کی مصلحت کی وجہ سے اسکو تصرف سے روکا گیا ہے۔

نابالغ بیٹے کے مال کا ہبہ

اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ باپ کے لئے اپنے نابالغ بیٹے کا مال بلاعوض ہبہ کرنا جائز نہیں ہے، البتہ باپ اگر مشروط عوض کے بالمقابل ہبہ کرے تو اس کے صحیح ہونے میں فقہاء کی دو آراء ہیں۔

اول: ایک رائے یہ ہے کہ ''ناجائز ہے'' یہی قول امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسفؒ کا ہے، اس قول کی دلیل یہ ہے کہ عوض کی شرط کے ساتھ ہبہ کرنا، ابتداء میں تبرع اور انتہاء میں 'بیع' ہے، ہبہ میں قبضہ تکمیل ہبہ کا رکن ہے، بیع میں یہ رکن نہیں ہے اور شیخین کے نزدیک اصل یہ ہے کہ جو شخص تبرع کا مالک نہیں ہوگا، وہ عوض کے ساتھ یا عوض ہبہ کا بھی مالک نہیں ہوگا۔ (موسوعۃ فقہیہ ج ۴۴ ص ۱۴۲)

دوم: دوسری رائے یہ ہے کہ عوض کی شرط کے ساتھ باپ کے لئے اپنے نابالغ بیٹے کا مال ہبہ کرنا جائز ہے، یہی قول امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کا ہے، اسلئے کہ ان کے نزدیک اصل یہ ہے کہ جو شخص بیع کا مالک ہے وہ عوض کے ساتھ ہبہ کا بھی مالک ہوگا، کیوں کہ ہبہ کی اصل

ہے''مالک بنانا''اور جب اس میں عوض کی شرط لگادیگا تو عوض کے ساتھ مالک بنانا ہوگا اور یہی''بیع'' کی حقیقت ہے، معنی میں متفق ہوجانے پر لفظ کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہ ہوگا جیسے لفظ بیع اور لفظ تملیک اور یہی رائے مالکیہ کی بھی ہے۔ بدائع الصنائع ج٦ ص ١١٨، موسوعۃ فقہیہ ج ۴۴،ص ۱۴۲)

فضولی کا ہبہ

فضولی کے ہبہ کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے:

چنانچہ جمہور مالکیہ، حنابلہ اور ایک قول شافعیہ کا ہے کہ''فضولی کا ہبہ باطل ہے''، جبکہ حنفیہ، ایک قول شافعیہ اور بعض مالکیہ کا مذہب ہے کہ''فضولی کا ہبہ''موقوف ہوکر منعقد ہوگا کہ اگر مالک اسکی اجازت دے دے تو نافذ ہوگا، ورنہ باطل ہوجائے گا۔(فتح القدیر ج٦، ص:۳۱۱)

ہر وہ تصرف جو فضولی کی طرف سے صادر ہو اور اس کے صادر ہونے کے وقت کوئی اس کی اجازت دینے والا ہو تو وہ موقوف ہوکر منعقد ہوگا، خواہ''بیع''ہو یا نکاح، یا طلاق، ہبہ، یہی حکم ہر اس تصرف کا ہوگا، جس میں وکیل بنانا صحیح ہو۔

نشہ میں مدہوش شخص کا ہبہ

اگر نشہ کسی مباح شئ کی وجہ سے ہو یا ایسی چیز سے جس میں وہ معذور ہو، جیسا کہ اگر اسکے حلق میں شراب ٹپکا دی جائے تو اسکی طرف سے صادر ہونے والے تمام تصرفات غیر نافذ ہوں گے، لیکن اگر کسی حرام شئ کے ذریعہ نشہ ہو، مثلاً اگر اپنے اختیار سے تعدی کر کے نشہ آور چیز پی لے تو اس کے تصرفات کے نافذ ہونے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے:

ا۔ حنفیہ کا مذہب ہے، شافعیہ کا راجح قول یہی ہے اور اسی طرح ایک رائے حنابلہ کی ہے کہ اسکے تمام تصرفات اور اس کے تمام اقرار نافذ ہوں گے۔

ان کی دلیل"یـأیھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا

ما تقولون (سورۂ نساء:۴۳) ہے کہ نشہ بالإ جماع خطاب کے منافی نہیں اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ وہ مخاطب ہے تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ نشہ اہلیت کے کسی جز کو باطل نہیں کرتا ہے۔

لہذا شریعت کے تمام احکام اس پر لازم ہوں گے، طلاق، عتاق، بیع وشراء اور اقرار کے تعلق سے اس کی تمام عبادتیں صحیح ہوں گی، نشہ کی وجہ سے صرف قصد وارادہ نہیں ہوگا، الفاظ معدوم نہیں ہوں گے۔

۲۔ مالکیہ کی رائے کہ حرام ذریعہ سے مدہوش شخص پر جنایات، عتق اور طلاق لازم ہوگی اقرار اور عقود (بیع، اجارہ، ہبہ، صدقہ اور وقف) لازم نہ ہوں گے۔

۳۔ حنابلہ اور ایک مرجوح قول شافعیہ کا ہے کہ ''نشہ میں مبتلا شخص کے تصرفات اور اسکا اقرار نافذ نہ ہوگا، استدلال یہ ہے کہ نشہ میں مدہوش شخص کا ارادہ نہیں ہوتا ہے لہذا وہ اس شخص کے مشابہ ہوگا جس پر اکراہ کیا جائے، نیز اسلئے بھی کہ عقل مکلّف ہونے کی شرط ہے چنانچہ معصیت کے ذریعہ ہو یا بلا معصیت کے شرط کے زائل ہونے میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ (فتح القدیر ج ۳ ص ۳۴۵، موسوعۃ فقہیہ ج ۴۴ ص ۱۴۳، حاشیہ ابن عابدین ج ۲، ص ۳۲۴)

موھوب لہ کے شرائط

موھوب لہ کے بارے میں تمام فقہاء نے یہ شرط لگائی ہے کہ جو چیز اس کو ہبہ کی جائے اس کے مالک بننے کا وہ اہل ہو، چنانچہ، موھوب لہ اگر عاقل بالغ ہو تو خود شئی موھوب پر قبضہ کریگا، اگر وہ قبضہ کا اہل نہیں ہے تو بھی اس کو ہبہ کرنا صحیح ہوگا، لیکن اسکی نیابت میں اس کے ولی وغیرہ کا قبضہ کرنا صحیح ہوگا۔

شئی موھوب (ہبہ کی ہوئی چیز) کی شرائط

شئ موھوب کے متعلق مندرجۂ ذیل شرائط ہیں: اس لئے کہ شئ موھوب ہی معقود علیہ ہے اور مبیع کی طرح اکثر احکام میں معقود علیہ (شئی موھوب) مشروط ہوتی ہے۔

ا۔ ہبہ کے وقت وہ (شئ موھوب) موجود ہو۔

۲۔وہ شیئ واھب کی مملوک ہو مباح نہ ہو۔

۳۔مال متقوم ہو۔

۴۔شیئ ممتاز ہو(مشاع میں تفصیل ہے)

۵۔واھب کی ملکیت (قبضہ) میں ہو۔

مذکورہ شرائط کی تفصیل

ا۔جمہور فقہاء کا مذہب ہے کہ ہبہ کے وقت شیئ موھوب کا موجود ہونا شرط ہے، اسلئے کہ ہبہ میں فی الحال مالک بنانا ہے، لہذا جو چیز ہبہ کے وقت موجود نہ ہو اس کا ہبہ صحیح نہیں ہوگا، مثلاً واھب اگر یہ کہے کہ اس سال کھجور کے درخت میں جو پھل لگے لگا، یا اس سال اس کی بکریاں جو بچہ جنیں گی، یا ان جانوروں کے پیٹ میں جو بچہ ہے ہبہ کرر ہا ہوں، پھل کے وجود میں آنے کے بعد یا بچہ کی ولادت کے بعد قبضہ دلا ئیگا تو یہ ہبہ باطل ہوگا، اس لئے کہ اشیاء موھوب فی الحال معدوم ہیں۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۶۸۴)

اور اس لئے کہ ممکن ہے پھل ہی نہ لگے اور جانوروں کے شکم میں بچے نہ ہوں، یا مرے ہوئے پیدا ہوں علی ھذا القیاس، اس طرح تل میں جو تیل ہے یا دودھ میں جو گھی اور مکھن ہے یا زیتون میں جو روغن ہے اس کو ہبہ کرے اور قبضہ ان اشیاء کے وجود میں آنے کے بعد ہوگا، تو ہبہ کی یہ شکلیں بھی باطل ہوں گی اس لئے کہ موھوب شئ فی الحال معدوم و مجہول ہے اور معدوم و مجہول کا مالک بنانا جائز نہیں اور ہبہ میں تملیک شرط ہے۔(الفقہ الاسلامی وأدلتہ ج ۴ص ۶۸۵)

البتہ تھن کا دودھ، بھیڑ کے بدن میں لگا ہوا اون، درخت پر لگے ہوئے پھل یا کھڑی فصل ہبہ کرے تو مانع کی وجہ سے ''شیئ مشاع'' کی طرح فی الحال فاسد ہوگا اور جب موانع دور کر کے موھوب لہ کے حوالے کر دی جائیں گی تو ہبہ جائز اور صحیح ہو جائیگا۔(الفقہ الاسلامی وأدلتہ ج ۴ص ۶۸۵، موسوعۃ فقہیہ ج ۴۴،ص:۱۴۴)

۲۔موھوب مملوک ہو:

۲۔''وہ شئی موھوب'' واھب کی مملوک ہو اور قبضہ میں ہو لہذا مباح اشیاء کو ہبہ کرنا جائز نہ ہوگا اسلئے کہ وہ قبضہ میں نہیں ہے، نیز اسلئے کہ ہبہ میں تملیک شرط ہے اور جو مملوک نہیں اس کا مالک بنانا فی الحال محال ہے، اس طرح جو چیز مملوک نہیں بلکہ غیر کا مال ہے اس کا ہبہ مالک کی اجازت کے بغیر ممنوع اور ناجائز ہے۔

البتہ واھب کی مملوک ''عین'' ہو یا ''دین'' دونوں کا حکم ایک ہے، یعنی ''عین'' کا ہبہ کرنا تو ظاہر ہے کہ جائز ہوگا، اس لئے کہ موھوب لہ کا واھب کے ''عین'' پر قبضہ کرنا ممکن ہے، ''دین'' کا ہبہ: اگر واھب دین اسی کو ہبہ کردے جس پر دین ہے، یعنی مدیون کو ہی ہبہ کردے تو یہ بلا اختلاف تمام فقہاء کے نزدیک جائز ہے، اس لئے کہ یہ مدیون کو بری کرنے یا اس سے دین ساقط کرنے کے درجہ میں ہوگا، کسی نئے قبضہ کی ضرورت نہ ہوگی، لیکن اگر دین، مدیون کے علاوہ کسی شخص کو ہبہ کرے تو اس سلسلہ میں فقہاء کے دو مختلف اقوال ہیں:

۱۔حنفیہ، مالکیہ اور ایک مرجوح قول شافعیہ کا بھی ہے کہ جائز ہے اور وجہ جواز یہ ہے کہ دین پر موھوب لہ کو قبضہ کرنے میں نائب بنانا ہے نیز واھب کو قبضہ کرنے کی قدرت حاصل ہے، البتہ قبضہ کی تکمیل کے بعد ہبہ کی تکمیل ہوگی، حنفیہ کے نزدیک یہ استحسان ہے۔

۲۔حنابلہ، حنفیہ اور شافعیہ کا راجح مذہب ہے کہ جائز نہیں اور حنفیہ کے نزدیک یہی قیاس یہ ہے، وجہ قیاس یہ ہے کہ قبضہ کرنا ہبہ کے جائز ہونے کی شرط ہے۔ جسکا یہاں احتمال ہے یقین نہیں۔ (الموسوعۃ الفقہیہ ج۴۴ص۱۴۵)

۳۔موھوب شئی متقوم ہو

شریعت کی نظر میں شئ موھوب مال ہو جس کی قیمت ہو اور اتلاف کے وقت اس کا ضمان واجب ہوتا ہو۔ لہذا ایسی شیئ کو ہبہ کرنا جائز نہ ہوگا جو سرے مال ہی نہ ہو، جیسے مردار، خون، صیدالحرم وغیرہ، اسی طرح اس شیئ کا ہبہ بھی جائز نہ ہوگا جو متقوم نہ ہو جیسے شراب اور دوسری نشہ آور چیزیں، جو شرعاً حرام بھی ہیں۔

۴۔موھوب شیٔ محرز اور ممتاز ہو:

حنفیہ کے نزدیک قابل تقسیم مشاع (شیٔ مشترک جیسے بڑے مکانات اور زمین وغیرہ) کا ہبہ ناجائز ہوگا اگر کوئی ہبہ کردے تو فاسد ہوگا، تقسیم کے بعد موھوب لہ کو اپنا حصہ حوالے کردے تو ہبہ جائز ہوجائیگا قبضہ پائے جانے کی وجہ سے، جو ہبہ کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔

البتہ ناقابل تقسیم مشاع کا ہبہ احناف کے نزدیک جائز ہوگا جیسے مشترک گاڑی، مشترک حمام، چھوٹا گھر وغیرہ، اس میں کوئی فرق نہ ہوگا کہ ''مشاع'' کسی اجنبی کو ہبہ کرے یا شریک وسہیم کو مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک مطلق جائز ہوگا خواہ قابل تقسیم ہو یا ناقابل تقسیم، ان کی دلیل یہ ہے کہ جیسے غیر تقسیم شدہ مشترک شیٔ (مشاع) کی بیع جائز اور اس میں قبضہ درست ہے، اسی طرح غیر تقسیم شدہ شیٔ مشترک کے ہبہ میں بھی قبضہ جائز ہے۔ (الفقہیہ الاسلامی وادلتہ ج۴ص ۶۸۵)

اور احناف کے نزدیک دلیل تمام صحابۂ کرام کا اجماع ہے، یہی حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ اور حضرت علیؓ سے منقول ہے۔

۵۔موھوب واھب کی ملکیت میں ہو

احناف کے نزدیک قبضہ کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ شیٔ موھوب غیر موھوب کے ساتھ اجزاء کے متصل ہونے کی طرح متصل نہ ہو، یعنی شیٔ موھوب غیر موھوب سے ممتاز ہو اس سے متصل نہ ہو، اسی سے یہ مسئلہ مستنبط ہوگا کہ کوئی اگر ''کھیتی لگی زمین ہبہ کرے پیداوار نہیں، یا درخت ہبہ کرے پھل نہیں، یا کھیتی ہبہ کرے زمین نہیں، یا پھل ہبہ کرے درخت نہیں، پھر (شیٔ موھوب) اس کے اور موھوب لہ کے درمیان تخلیہ کردے تو ہبہ جائز نہ ہوگا، اور اگر پہلے زمین ہبہ کرے پھر کھیتی ہبہ کرے، یا پہلے درخت پھر پھل ہبہ کرے اور دونوں کو سپرد کردے، تو جائز ہوجائیگا موہوب شیٔ کا واہب کی ملکیت میں، ممتاز ہونے اور شرط ہبہ (قبضہ) کے پائے جانے کی وجہ سے۔ (الفقہ الاسلامی ج۴ص ۶۸۶ ،تکملہ فتح القدیر، ج ۷، ص:۱۲۱، موسوعۃ فقہیۃ، ج ۴۴، ص:۱۴۷) ☆☆☆☆☆